سمیرا یوسف

اردو صحافت اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

This article unfolds the contribution of All India Muslim Educational Conference towards Urdu journalism and freedom of press in sub-continent. These efforts of Muslim conference bring change in society. This article analysis effect of Muslim conference on Urdu journalismand it rapid progress.

مغلیہ عہد میں اخبار نویسی کی روایت برصغیر میں موجود تھی جو انگریزوں اور دیگر یورپی اقوام کے ذریعہ عام ہوئی۔ اس دور میں خبروں کو جمع کرنے کا اہتمام سرکاری اغراض کے لیے ہوتا تھا اور خبروں کی جمع آوری وقائع نویس کرتے تھے۔ ۱۵۵۰ء میں پرتگیزیوں نے برصغیر میں پہلا چھاپہ خانہ قائم کیا(۱)۔ اس کے بعد انگریزوں نے ۱۷۷۸ء میں بمبئی میں مطبع نصب کیا(۲) لیکن باقاعدہ صحافت کا آغاز اور فروغ انیسویں صدی سے ہوا۔ ابتدا میں انگریزی، بنگالی اور فارسی میں اخبارات شائع ہونے لگے۔ ۱۸۲۲ء میں کلکتہ سے اردو کا پہلا اخبار "جام جہاں نما" جاری ہوا۔ صرف چھ شمارے چھپنے کے بعد ۱۶ مئی ۱۸۲۲ء سے اس اخبار کی زبان فارسی کر دی گئی اور پھر ۱۸۲۳ء میں فارسی خبروں کے ساتھ اردو ضمیمے کا اضافہ کر دیا(۳)۔

لارڈ کیننگ نے انقلاب ۱۸۵۷ء سے کچھ عرصہ پہلے اخبارات و رسائل کی آزادی سلب کرنے کے لیے ایک نیا قانون نافذ کیا جس کے ہندوستانی صحافت پر برے اثرات مرتب

Scanned by CamScanner

ہوئے۔ انقلاب ۱۸۵۷ء کی ناکامی نے جہاں ہندوستانی معاشرے کے ہر شعبہ کو متاثر کیا وہاں اس کے اردو صحافت پر بھی گہرے اور منفی اثرات ہوئے۔ برطانوی حکومت نے اردو اخبارات کو بغاوت میں برابر کا شریک ٹھہرایا اور سزا کے طور پر مسلمانوں کو صحافت سے بے دخل کر دیا گیا۔ ۱۸۵۳ء میں اردو اخبارات کی تعداد ۳۵ تھی جو ۱۸۵۷ء کے بعد صرف چھ رہ گئی (۴)۔ انقلاب سے قبل اردو پریس سیاسی اور خارجی امور میں کافی دلچسپی لیتا تھا اور اس ضمن میں بعض اوقات تیز و ترش کہہ جاتا تھا لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد اخبارات کا رویہ یک لخت تبدیل ہو گیا انھوں نے اپنے لب و لہجہ کو نرم اور مصلحت کے تابع کر لیا اور سیاست کی جگہ مغربی علوم و فنون کی اشاعت پر توجہ مرکوز کر دی۔

اودھ اخبار:

۱۸۵۹ء میں منشی نول کشور 'اودھ اخبار' لکھنو سے جاری کیا جس نے صحافت کو تجارتی خطوط پر استوار کیا۔ یہ اخبار اس وقت جاری ہوا جب ملک کے حالات سازگار نہیں تھے اور حکومت وقت 'باغیوں' کی بیخ کنی میں مصروف تھی۔ اس اخبار پر سرسید نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا

> 'ہم کو اُمید ہے کہ ہمارے اور ہم عصر وقائع نگار اودھ اخبار کی تقلید کریں گے اور منشی نول کشور کی عالی ہمتی سے اُمید ہے کہ ان کا اخبار مثل بڑے انگریزی اخبارات کے روزانہ جاری ہوا کرے گا اور خدا کرے ایسا ہی ہو۔' (۵)

اخبار سائنٹفک سوسائٹی:

سرسید نے صحافت کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اُس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی تعلیمی و ادبی تحریک کے فروغ کے لیے اسے استعمال بھی کیا۔ انھوں نے عقلی، سائنسی اور علمی مسائل کو اہمیت دی اور عوام کو بلند تہذیبی سطح پر لانے کے لیے ادب کو وسیلہ بنایا، ان کے رفقا کا ریک

Scanned by CamScanner

وقت ادیب بھی تھے اور مصلح قوم بھی (۶)۔ سیاسی مسائل کا تجزیہ گہری (نگاہوں) سے کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور ادب کو قومی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرتے تھے۔ سرسید نے ۴ مارچ ۱۸۶۶ء سے اخبار سائنٹفک سوسائٹی جاری کیا (۷) شروع میں یہ اخبار ہفت روزہ تھا پھر سہ روزہ ہو گیا اس کا ایک کالم انگریزی میں اور ایک اردو میں ہوتا تھا۔ آغاز میں سرسید اس میں سیاسی مسائل پر شذرات لکھتے تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف حکومت اور انگریز قوم کو ہندوستانیوں کے خیالات سے آگاہ کیا جائے تو ساتھ ہی ہندوستانیوں کو انگریزی طرز حکومت سے آشنا کیا جائے۔ یہ اخبار سرسید کی وفات کے بعد بھی باقاعدگی سے نکلتا رہا۔ اس اخبار کے بارے میں مولانا حالی لکھتے ہیں کہ:

'اس میں سوشل، اخلاقی، علمی اور پولیٹکل ہر قسم کے مضامین برابر چھپتے تھے، ہندوستان کے طریق معاشرت یا تعلیم یا کسی علمی یا تاریخی تحقیقات کے متعلق جتنے لیکچر سوسائٹی میں دیے جاتے تھے وہ سب اس کے ذریعے شائع ہوتے تھے۔ اگرچہ یہ اخبار ملک کی سوشل اصلاح کا ہمیشہ ایک عمدہ آلہ رہا۔ یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ کم سے کم شمالی ہندوستان میں عام خیالات کی تبدیلی اور معلومات کی ترقی اس پرچہ کی اصلاح سے شروع ہوئی'۔ (۸)

اس اخبار کی ایک اہم خصوصیت اس کی باقاعدگی تھی اور اس نے اردو صحافت کو کیسے متاثر کیا؟ اس سلسلے میں مولانا حالی رقمطراز ہیں

'جس قدر آرٹیکل نگاری کا سلیقہ اخباری دنیا میں پھیلا اور نکتہ چینی کی طاقت پیدا ہوئی یہ سب سائنٹفک سوسائٹی گزٹ کی مرہون منت ہے'۔ (۹)

ڈاکٹر سید عبداللہ سرسید کی صحافت کے بارے میں لکھتے ہیں:

'سرسید کی صحافت میں دو باتیں بڑی چمک اور تابانی رکھتی ہیں۔ اول ان

Scanned by CamScanner

کے ساتھ کی پوری، چھاپ کا حسن اور کاغذ کی عمدگی، دوم میں اخبارات کی مقبولیت۔ اخبارات میں واقعات، معاملات پر بے لاگ رائے جس میں بڑی عاقبت بینی، وسعت معلومات اور تعمیری نقطہ نظر جھلکتا ہے جس میں حیات قومی کی تشکیل جدید اور زندگی کی تمدنی اساس کا پورا پورا احساس پایا جاتا ہے۔(۱۰)

تہذیب الاخلاق:

اخبار سائنٹیفک سوسائٹی ایک سیاسی، علمی، اخلاقی اور معاشرتی اخبار تھا جو سارے ہندوستان کے لیے نکالا گیا تھا۔ جبکہ مسلمان قوم کے اندازِ فکر کو نئے سانچے میں ڈھالنے کے لیے 'تہذیب الاخلاق' جاری کیا گیا۔ اس میں ایسے مضامین چھپتے تھے جن سے قوم کا اندازِ فکر بدلنا مقصود تھا۔

تہذیب الاخلاق کا پہلا پرچہ ۲۴ دسمبر ۱۸۷۰ء کو شائع ہوا۔ اس شمارے کی تمہید میں سر سید نے تہذیب الاخلاق کا مقصد یہ تحریر کیا کہ 'مسلمانانِ ہند کو کامل درجہ کی تہذیب اختیار کرنے پر راغب کیا جائے تاکہ ان کا شمار دنیا کی معزز اور مہذب قوموں میں ہو۔ اس لیے اس کے تمام مضامین میں خیالات، رسم و رواج، طرزِ عمل اور معاشرت کی اصلاح پر زور دیا جائے گا اور ہر معاملہ میں عقلی اور تنقیدی اندازِ فکر اختیار کرنے کی تلقین کی جائے گی'۔ یہ رسالہ مضامین کے لیے وقف تھا اس نے زندگی کے تمام موضوعات کا احاطہ کیا اور سنجیدہ علمی مباحث کے لیے اردو کو استعمال کر کے اس زبان کی فعالیت کو نمایاں کر دیا(۷)۔ خالدہ ادیب خانم نے 'ان سائٹ انڈیا' میں لکھا ہے کہ:

'سر سید کو کسی پہلو سے دیکھا جائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑا پتھر ہندوستان کی اسلامی سوسائٹی کے ٹھہرے ہوئے پانی میں لڑھکا دیا گیا

بہت ہیں اس نے جو تحریریں اٹھائیں وہ اب تک حرکت میں ہیں خود ان کی
صحت جیسی دور اندیشی ہو جو سرسید پسند کرتے تھے۔' (۱۱)

محمڈن اینگلو اورینٹل کالج میگزین:

جنوری ۱۸۹۳ء میں علی گڑھ سے محمڈن اورینٹل کالج میگزین جاری ہوا۔ جو انگریزی اردو دونوں زبانوں میں چھپتا تھا۔ حصہ اردو کے مدیر شبلی نعمانی تھے۔ اس میں کالج کی خبروں کے علاوہ علوم و فنون، تاریخ اور ادب کے بارے میں مفید مضامین شامل کیے جاتے تھے۔ حالی، محسن الملک، نذیر احمد اور ذکاء اللہ اس کے مستقل مضمون نگاروں میں شامل تھے۔ اس میگزین نے بدلتے ہوئے حالات کا ساتھ دیا اور علمی، ادبی، تہذیبی و تمدنی تبدیلیوں کا خیر مقدم کیا اب یہ رسالہ کالج میگزین کے طور پر شائع ہوتا ہے تاہم اس کی علمی اور ادبی جہت اور معیار متعدد دوسرے رسائل کے لیے اب بھی مشعل راہ ہے۔ یہ رسالہ علی گڑھ سے ابھرنے والے نئے ادیبوں کا گہوارہ بھی ہے اور اردو ادب کا خزینہ بھی اس کا حال اس کے ماضی کی طرح روشن ہے۔ (۱۲)

کانفرنس گزٹ:

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اخبار کانفرنس گزٹ (اخبار ایجوکیشنل کانفرنس) کے نام سے جاری کیا گیا جو ۱۹۸۸ تک برابر شائع ہوتا رہا۔ اس اخبار میں کانفرنس کے اجلاسوں کی رپورٹ کے علاوہ وہ لیکچر بھی شائع کیے جاتے تھے جو کے کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں کے موقع پر اسکالر اور ادباء دیا کرتے تھے۔ کانفرنس کے مقاصد کے پھیلاؤ اور حصول کے لیے اس اخبار نے اہم کردار ادا کیا۔

ماہ نامہ خاتون:

ایجوکیشنل کانفرنس کے شعبہ خواتین نے ۱۹۰۴ء سے یہ ماہ نامہ جاری کیا اس کے

Scanned by CamScanner

ایڈیٹر شیخ محمد عبداللہ تھے۔ اس رسالے کا مقصد مستورات میں تعلیم پھیلانا اور ان میں علمی مذاق پیدا کرنا تھا۔ اس رسالے کے لکھنے والوں میں مرد بھی شامل تھے جن میں مولوی احتشام حسین اور نذیر ہاشمی نمایاں ہیں۔ خواتین میں مس نصیر الدین حیدر، فاطمہ بیگم اور سز بیگ اہم ہیں۔ 'خاتون' نے اصلاح خواتین اور حقوق نسواں کے لیے موثر انداز میں آواز اٹھائی۔

انجمن ترقی اردو نے بھی بہت سے رسائل و اخبارات جاری کیے۔ یہ تمام اخبارات، رسائل علم و ادب، تعلیم و تدریس، مذہب میں تجدد اور اصلاح معاشرہ کے علم بردار تھے انھی سے اردو ادب میں ہلکے پھلکے مضامین لکھنے کی ابتدا ہوئی اور ان رسائل و اخبارات نے اپنے ہم عصروں اور آنے والوں پر گہرے نقوش ثبت کیے۔

اہم بات یہ ہے کہ جن اخبارات و رسائل نے اس تحریک کی نظریاتی اعتبار سے صحافت کی زبان و اسلوب کے معاملے میں انھوں نے بھی سرسید احمد اور ان کے رفقا کی پیروی کی مارچ ۱۹۳۷ء مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے پلیٹ فارم سے 'اردو پریس ایسوسی ایشن' کی بنیاد رکھی گئی۔ اس ایسوسی ایشن کے مقاصد درجہ ذیل ہیں (۱۳):

۱۔ اردو صحافت کی ترقی۔

۲۔ اردو صحافت کی اصلاح و سدھار۔

۳۔ پریس کی آزادی کا اہتمام اور تحفظ۔

پریس کے حقوق، صحافیوں اور پبلیشرز کے درمیان اچھے تعلقات کے قیام اور فروغ کے لیے پریس کانفرنس منعقد کی جس کی صدارت مولوی بشیر الدین (ایڈیٹر البشیر) اور منشی دیانرائن نگم (ایڈیٹر زمانہ) نے کی۔ اس پریس کانفرنس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ''پرانے اخباروں اور رسائل کے لیے ڈاک کے رعایتی نرخ مقرر کرے، ہندوستانی پریس ایکٹ کی ترمیم کی جائے اور پریس کو ہندوستانی زبانوں اور رومن رسم الخط میں ٹیلی گرام کرنے کی

Scanned by CamScanner

ہوتا چلا جاتا ہے (۱۴)۔

اس تحریک نے صحافت میں علم کا بیڑہ اٹھایا (۱۵)۔ سرسید، محسن الملک، وقار الملک، مولوی چراغ علی، مولوی ذکاء اللہ، ڈپٹی نذیر احمد، علامہ شبلی نعمانی، مولانا حالی اور بہت سے دوسرے مصنفین نے مضامین اور مقالات کے ذریعے بالواسطہ طور پر بھی اردو صحافت و ادب کی اصلاح کی۔ ان کی تحریروں میں سادگی، متانت اور جامعیت اہم ہیں یہی عناصر اس تحریک کی صحافت اور ادب کے بنیادی عناصر ہیں۔ ان کی صحافت پر معقولیت غالب ہے جس نے ہم عصر معاشرے کی حیثیتوں سے متاثر کرتے ہوئے اعلیٰ ذہنیت اور اعلیٰ اقدار کی تشکیل، تعمیر اور مادی حالات کو سازگار بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالسلام خورشید ڈاکٹر، صحافت پاکستان و ہند میں، مجلس ترقی ادب ۲ کلب روڈ لاہور ۱۹۶۳ ص ۱۷

۲۔ انور سدید ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد ۱۹۹۲ ص ۲۲

۳۔ ایضاً ص ۲۳۔

۴۔ عبدالسلام خورشید ڈاکٹر، صحافت پاکستان و ہند میں، مجلس ترقی ادب ۲ کلب روڈ لاہور ۱۹۶۳ ص ۹۷۔

۵۔ امداد صابری مولانا، تاریخ صحافت اردو، جلد سوم دہلی ۱۹۵۳ ص ۷۸

۶۔ وزیر آغا ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، مکتبہ عالیہ اردو بازار لاہور ۱۹۹۹ ص ۱۵۴

۷۔ طارق محمود دلجہ، سرسید احمد خان، بک کارنر جہلم پاکستان ۱۹۸۸ ص ۷۷

Scanned by CamScanner

۸۔ الطاف حسین حالی مولانا، 'حیات جاوید' دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور ۲۰۰۳ ص ۷۶

۹۔ ایضاً ص ۷۷

۱۰۔ سید عبداللہ ڈاکٹر، 'تہذیب الاخلاق کی اہمیت' رسالہ برگ گل کراچی سر سید نمبر ص ۱۷

۱۱۔ مسکین علی حجازی پاکستان و ہند میں مسلم صحافت کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۹ ص ۵۰

۱۲۔ ایضاً ص ۵۵

۱۳۔ عبد السلام خورشید ڈاکٹر، 'کاروان صحافت' انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۱۹۶۴ ص ۶۷

۱۴۔ ہاشم فرید آبادی (مرتب) 'تاریخ انجمن اردو' انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۱۹۵۲ ص ۹۸

۱۵۔ عبد السلام خورشید ڈاکٹر، 'صحافت پاکستان و ہند میں' مجلس ترقی ادب ۲ کلب روڈ لاہور ۱۹۶۳ ص ۱۰۲

Scanned by CamScanner